خطبہ صدارت

معہ فتوی

شیخ الہند حضرت مولوی محمود الحسن صاحب

دیوبندی

مطبوعہ ۱۹۲۰ء

نصر من الله و فتح قریب

خطبۂ صدارت

از

شیخ الہند حضرت مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی

جو

نیشنل یونیورسٹی کے افتتاح کیوقت پڑھا گیا،

اور

جس کو پراونشل کمیٹی صوبہ آگرہ میرٹھ نے

شایع کیا

قیمت ....

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

اما بعد جلسوں کی عام روش کا اقتضا یہ ہے کہ میں سب سے پہلے اس عزت صدارت پر جو ایک نہ ری سرفروشانہ شاندار شجاعانہ جدوجہد کرنیوالی جماعت کی طرف سے مجھکو مرحمت ہوئی ہے شکرگذاری اور ممنونیت کا اظہار کروں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ شکریہ چند وسیع اور شاندار الفاظ سے ادا نہیں ہو سکتا اور نہ مجھکو محض رسمی اور مصنوعی ممنونیت کی نمائش اس بھاری ذمہ داری کے بوجھ سے سبکدوش کر سکتی ہے جو فی الحقیقت آپنے اس عزت افزائی کے ضمن میں میرے سر پر عائد کی ہے دو چار منٹ تک کہتے ہوئے جملے بلاشبہ عارضی طور پر مجمع کو محظوظ کر سکتے ہیں مگر میں خیال کرتا ہوں کہ میری قوم اسوقت فصاحت و بلاغت کی بھوکی نہیں ہے اور نہ اس قسم کی عارضی تسکینوں سے اسکی درد کا اصلی درمان ہو سکتا ہے۔ اسکے لئے ضرورت ہے ایک قائم و دائم جوشش کی۔ نہایت صابرانہ ثبات قدم کی۔ دلیرانہ مگر عاقلانہ طریق عمل کی۔ اپنے نفس پر پورا قابو پانے کی غرض ایک پختہ کار بلند خیال اور دلی جوش محمدی بہنے کی۔

میں ہرگز آپ کے لکچراروں اور فصیح اللسان تقریر کرنے والوں کی تحقیر نہیں کرتا کیونکہ خوب جانتا ہوں کہ جو تقریر سوئے ہوئے دلوں کا دروازہ کھٹکھٹاتی ہے اور زمانہ کی ہوا میں اول تموج پیدا کرتی ہے وہ یہی صوت حق کا نعرہ ڈالنے والی زبان ہے۔ ہاں اسقدر گذارش کرتا ہوں کہ تاوقتیکہ متکلم اور مخاطب کے دل میں سچی میل کا سچا جذبہ۔ انکے اخلاق میں شجاعانہ استقامت و ایثار۔ انکے جوارح میں قوت عمل انکے ارادوں میں پختگی اور چستی نہ ہو محض گرمجوش تقریریں کسی ایسے کٹھن اور بلند پایہ مقصد میں آپ کو کامیاب نہیں کر سکتیں۔

كَيْفَ الْوُصُوْلُ اِلٰى سُعَادَ وَدُوْنَهَا ۔ قُلَلُ الْجِبَالِ وَدُوْنَهُنَّ حُتُوْفُ

اے حضرات آپ خوب جانتے ہیں کہ جس وادی پرخار کو آپ برہنہ پا ہو کر قطع کرنا چاہتے ہیں وہ مشکلات اور تکالیف کا جنگل ہے قدم قدم پر وہاں صعوبتوں کا سامنا ہے طرح طرح کی بدنی اور دلی اور مالی مکروہات آپ کے استقلال کو الجھانا چاہتے ہیں لیکن حقیقت مجتمعہ کا انکار رکھتے

قائل کرو اگر آپ خدا کا سچا رسول مانتے ہیں اور ضروری مانتے ہیں تو یقین کیجئے کہ جس سمت کو آپ چلنا
چاہتے ہیں اور آپ گامزن ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں اسکے راستہ سے جنت کا دروازہ بہت ہی نزدیک ہے
کامیابی کا آفتاب ہمیشہ مصائب و آلام کی گھٹاؤں کو پھاڑ کر نکلا ہے۔ اور انہی گھٹاؤں کا چہرہ بھی
سخت سے سخت مصیبتوں کے جھرمٹ میں دکھائی دیا ہے۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ
مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ
وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ
آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ

کیا تم کو یہ خیال ہو کہ تم جنت میں جا گھسو گے اور
ابھی اس طرح کے حالات پیش آئے ہی نہیں جیسے کہ
تم سے پہلے لوگوں کو پیش آئے اور ان کو سختیاں
اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ اس قدر جھڑ جھڑائے
گئے کہ پیغمبر اور ان کے ساتھ کے مومنین بول
اٹھے کہ خدا کی مدد کہاں ہے یاد رکھو کہ خدا کی
مدد نزدیک ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ
الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ

کیا تم نے یہ خیال کیا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے
بدون اس کے کہ اللہ جانچ کرے تم میں سے
مجاہدین کی اور صابرین کی۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا کہ

أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا
وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ

کیا لوگ یہ سمجھے ہیں کہ محض آمنا کہنے پر وہ چھوڑ دیے
جاویں گے حالانکہ ہم نے ان سے پہلے لوگوں کی آزمائش

قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ کی ہے تو ضرور ہو کر رہے گا کہ سچے اور جھوٹے لوگوں کو
پرکھا جائے۔ یہ خدا تعالیٰ جل شانہ کی سنت مستمرہ ہے جسمیں کسی قسم کی تبدیل تغیر کو دخل نہیں کوئی قوم اللہ جل شانہ کی محبت
اور اسکے راستہ پر چلنے کی مدعی نہیں ہوئی جس کو امتحان و آزمائش کی کسوٹی پر نہ کسا گیا ہو خدا کے برگزیدہ
اور اولوالعزم پیغمبر جنسے زیادہ خدا کا پیار کسی پر نہیں ہو سکتا وہ بھی مستثنیٰ نہیں رہے بیشک ان کو
مظفر و منصور کیا گیا مگر کب سخت ابتلا اور زلزال شدید کے بعد وہ خود فرماتے ہیں کہ

حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَنْ نَشَاءُ وَلَا يُرَدُّ
بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ

بس اے فرزندان توحید میں چاہتا ہوں کہ آپ انبیاء مرسلین اور انکے وارثوں کے راستہ پر چلیں جو ان کی

اسوقت شیطان کی ذریت اور خدائے قدوس کے لشکروں میں ہو رہی ہے اسمیں ثابت ہے
اور یاد رکھیں کہ شیطان کے مضبوط سے مضبوط آہنی قلعہ خداوند قدیر کی امداد کے سامنے تار عنکبوت
سے بھی زیادہ کمزور ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ — ایماندار تو خدا کے راستہ میں لڑتے ہیں کافر
کَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا — شیطان کے راستہ میں پس تم شیطان کے
اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا — مددگاروں سے لڑو بیشک شیطان کی فریبکاری ضعیف

میں نے اس پیرانہ سالی اور علالت اور نقاہت کی حالت میں (جس کو آپ خود ملاحظہ فرما
رہے ہیں) آپ کی دعوت پر اس لئے لبیک کہا کہ میں اپنی ایک گمشدہ متاع کو یہاں پانے کا
امیدوار ہوں۔ بہت سے نیک بندے ہیں جنکے چہروں پر نماز کا نور اور ذکر اللہ کی روشنی
جھلک رہی ہے لیکن جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خدا کا جلد اٹھو اور اس امت مرحومہ کو
کفار کے نرغہ سے بچاؤ تو ان کے دلوں پر خوف و ہراس مسلط ہو جاتا ہے خدا کا نہیں بلکہ چند
ناپاک ہستیوں کا اور ان کے سامان حرب و ضرب کا۔

حالانکہ ان کو تو سب سے زیادہ جاننا چاہیئے تھا کہ خوف کھانے کے قابل اگر کوئی چیز ہے
تو وہ خدا کا غضب اور اس کا قاہرانہ انتقام ہے اور دنیا کی متاع قلیل خدا کے وعدوں کا
اور اسکے انعامات کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی چنانچہ اس قسم کے مضمون کی طرف
حق تعالیٰ شانہ نے ان آیات میں ارشاد فرمایا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ قِیْلَ لَهُمْ کُفُّوْٓا اَیْدِیَکُمْ وَ — کیا تم نے ان لوگوں کی طرف نظر نہیں کی جن سے کہا
اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ فَلَمَّا کُتِبَ عَلَیْهِمُ — گیا تھا کہ اپنے ہاتھ کو روکو اور نماز پڑھتے رہو اور
الْقِتَالُ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَخْشَوْنَ النَّاسَ کَخَشْیَةِ — زکوٰۃ دیتے رہو پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا
اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْیَةً وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ کَتَبْتَ عَلَیْنَا — تو ناگہاں ان میں کا ایک فریق ڈرنے لگا آدمیوں سے
الْقِتَالَ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ قُلْ مَتَاعُ — خدا کی طرح یا اس سے بھی زیادہ اور کہنے لگا کہ اے

اَلدُّنْیَا قَلِیْلٌ وَالْآخِرَۃُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ

[illegible] ہم پر جہاد کیوں فرض کیا اور کیوں تھوڑی مدت ہم کو اور مہلت نہ دی۔ کہدو کہ دنیا کا پونجی تھوڑی ہے اور آخرت اس شخص کے لئے بہتر ہے جس نے تقوی اختیار کیا اور تم پر ایک تاگے کی برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا جہاں کہیں تم ہو موت تم کو آ دبائے گی اگرچہ تم نہایت مستحکم قلعوں میں ہو۔

اے نونہالان وطن! جب میں نے دیکھا کہ میرے اس درد کی غمخوار جس سے میری ہڈیاں پگھلی جاتی ہیں مدرسوں اور خانقاہوں میں کم اور اسکولوں اور کالجوں میں زیادہ ہیں تو میں نے اور میرے چند مخلص احباب نے ایک قدم علی گڑھ کی طرف بڑھایا اور اس طرح ہم نے ہندوستان کی دو تاریخی درسگاہوں یعنی دیوبند و علی گڈھ کا رشتہ جوڑا۔ کچھ بعید نہیں کہ بہت سے نیک نیت بزرگ میرے اس سفر پر نکتہ چینی کریں اور مجھکو اپنے مرحوم بزرگوں کے مسلک سے منحرف بتائیں۔ لیکن اہل نظر سمجھتے ہیں کہ جسقدر میں بظاہر علیگڈھ کی طرف آیا ہوں اس سے کہیں زیادہ علی گڑھ میری طرف آیا ہے ؎

دوش دیدم کہ ملائک در میخانہ زدند — گل آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند
ساکنان حرم ستر و عفاف ملکوت — با من راہ نشین بادۂ مستانہ زدند
شکر ایزد کہ میان من و او صلح فتاد — حوریان رقص کنان ساغر شکرانہ زدند
جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ — چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

آپ میں سے جو حضرات محقق اور باخبر ہیں وہ جانتے ہونگے کہ میرے اکابر سلف نے کسی وقت بھی کسی اجنبی زبان کے سیکھنے یا دوسری قوموں کے علوم و فنون حاصل کرنے پر کفر کا فتوےٰ نہیں دیا۔ ہاں یہ بیشک کہا گیا کہ انگریزی تعلیم کا آخری اثر یہی ہے جو عموماً دیکھا گیا ہے کہ لوگ نصرانیت کے رنگ میں رنگے جائیں یا ملحدانہ گستاخیوں سے اپنے مذہب اور مذہب والوں کا مذاق اڑائیں یا حکومت وقت کی پرستش کرنے لگیں تو ایسی تعلیم پانے سے ایک مسلمان کے لئے جاہل ہی رہنا اچھا ہے۔ اب از راہ نوازش

آپ ہی انصاف کیجئے کہ تعلیم سے روکنا تھا یا اس کے اثر بد سے اور کیا یہ وہی بات نہیں ہے کہ جسکو آج مسٹر گاندھی اسطرح ادا کر رہے ہیں کہ ان کالجوں کی اعلے تعلیم بہت اچھی صاف اور شفاف دودھ کی طرح ہے جسمیں خوشنما زہر ملا دیا گیا ہو ہمارے خدا کا شکر ہے کہ اس نے میری قوم کے نوجوانوں کو توفیق دی۔ کہ وہ اپنے نفع و ضرر کا معائنہ کریں اور دودھ میں جو زہر ملا ہوا ہے اس کو کسی بھبکے کے ذریعہ سے علیحدہ کرلیں آج ہم وہی بھبکہ نصب کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں اور آپنے مجھ سے پہلے سمجھ لیا ہو گا کہ وہ بھبکہ مسلم نیشنل یونیورسٹی ہے۔ مطلق تعلیم کے فضایل بیان کرنے کی ضرورت اب میری قوم کو نہیں ہے۔ کیونکہ زمانہ نے خوب بتا دیا ہے کہ تعلیم سے ہی بلند خیالی اور تدبر اور ہوشمندی کے پودے نشوونما پاتے ہیں۔ اور اسی کی روشنی میں آدمی نجاح و فلاح کے راستہ پر چل سکتا ہے ہاں ضرورت اسکی ہے کہ وہ تعلیم مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو اور اغیار کے اثر سے بالکل آزاد ہو کیا باعتبار عقاید و خیالات کے اور کیا باعتبار اخلاق و اعمال کے اور کیا باعتبار اوضاع و اطوار کے ہم غیروں کے اثرات سے پاک ہوں ؛

ہماری عظیم الشان قومیت کا اب یہ فیصلہ ہونا چاہیئے کہ ہم اپنے کالجوں سے بہت سستے داموں کے غلام پیدا کرتے رہیں۔ بلکہ ہمارے کالج نمونہ ہونے چاہئیں بغداد اور قرطبہ کی یونیورسٹیوں کے اور ان عظیم الشان مدارس کے جنھوں نے یورپ کو اپنا شاگرد بنایا اس سے پیشتر کہ ہم اسکو اپنا استاد بناتے۔

آپ نے سنا ہوگا کہ بغداد میں جب مدرسہ نظامیہ کی بنیاد ایک اسلامی حکومت کے ہاتھوں سے رکھی گئی ہے تو اس دن علمائے نے جمع ہو کر علم کا ماتم کیا تھا کہ افسوس آج سے علم حکومت کے عہدے اور منصب حاصل کرنے کے لئے پڑھا جائے گا تو کیا آپ ایک ایسے کالج سے فلاح قومی کی امید رکھتے ہیں جس کی امداد اور نظام میں برابر زبردست

ہاتھ ایک غیر اسلامی حکومت کا ہو۔

ہماری قوم کے سربرآوردہ لیڈروں نے سچ تو یہ ہے کہ امتِ اسلامیہ کی ایک بڑی اہم ضرورت کا احساس کیا بلاشبہ مسلمانوں کی درسگاہوں میں جہاں علومِ عصریہ کی اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہو اگر طلبا اپنے مذہب کے اصول و فروع سے بے خبر ہوں اور اپنی قومی محسوسات اور اسلامی فرائض فراموش کردیں اور اُن میں اپنی ملت اور اپنی ہم قوموں کی حمیت نہایت ادنےٰ درجہ پر رہجائے تو یوں سمجھو کہ وہ درسگاہ مسلمانوں کی قوت کو ضعیف بنانے کا ایک آلہ ہے اسلئے اعلان کیا گیا ہے کہ ایک ایسی آزاد یونیورسٹی کا افتتاح کیا جائے گا جو گورنمنٹ کی اعانت اور اسکے اثر سے بالکل علیحدہ اور جس کا تمامتر نظام عمل اسلامی خصائل اور قومی محسوسات پر مبنی ہو۔

مجھے لیڈروں سے زیادہ ان فرزندان وطن کی ہمت بلند پر آفرین اور شاباش کہنا چاہیئے جنھوں نے اس نیک مقصد کی انجام دہی کے لئے اپنی ہزاروں اُمیدوں پر پانی پھیر دیا اور باوجود ہر قسم کی طمع اور خوف کے موالات نصاریٰ کے ترک پر مضبوطی اور استقلال کے ساتھ قائم رہے اور اپنی عزیز زندگیوں کو ملت اور قوم کے نام پر وقف کردیا۔

شاید ترک موالات کے ذکر پر اس مسئلہ کی تحقیق کی طرف متوجہ ہوجائیں اور اُن خاص انواع موالات اور شبہات کے دلدل میں پھنسنے لگیں جو اس بہت ہی اہم و اعظم مسئلہ کے متعلق آج کل عموماً زبان زد ہیں اسلئے میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں کہ آپ تھوڑا سا وقت مجھکو اس تحریر کے سنانے کے لئے عنایت فرمادیں جو میں نے بعض مسائل کے دریافت کئے جاتے پر دیوبند سے بھیجی تھیں۔

اب میری یہ التجا ہے کہ آپ سب حضرات بارگاہ رب العزت میں نہایت صدق دل سے دعا کریں کہ وہ ہماری قوم کو رسوا نہ کرے اور ہم کو کافروں کا

تحریر نشق ۔ بنائے اور ہمارے اچھے کاموں میں ہماری مدد فرمائیں گے ۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ

تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ؕ

آپ کا خیر اندیش

بندہ محمود عفی عنہ ۱۶۔ صفر المظفر ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۹۔ اکتوبر ۱۹۲۰ء

اپیل منجانب خلافت کمیٹی صوبہ آگرہ میرٹھ

برادران قوم وملت دنیا کا کوئی کام چلا سکتے کہ ہر شخص اپنا اپنا فرض ادا کرے چلنا دشوار ہے۔

اسوقت کی جدوجہد اور قومی یونیورسٹی کے لئے ایک کثیر تعداد روپیہ کی ضرورت ہے اسلئے ہر شخص سے یہ استدعا ہے کہ جو کچھ اس سے ہوسکے راہ حق پر نثار کرے اور ان اخراجات کے لئے جسقدر رقم بھی ممکن ہوسکے سکرٹری خلافت کمیٹی صوبہ آگرہ کے پاس بمقام میرٹھ روانہ کریں یا اسکے ضلع میں خلافت کمیٹی قائم ہوں تو وہاں اس ہدایت سے داخل کرے کہ روپیہ فوراً صوبہ کی خلافت کمیٹی میں روانہ کردیا جاوے ۔ فقط۔

نوٹ ۔ وہ تحریر جس کا حوالہ ہے وہ فتویٰ ہے جو

آئندہ صفحہ سے شروع ہوا ہے